امامیہ مشن لکھنؤ کی گیارہویں دینی خدمت

امامت ائمہ اثنا عشر اور قرآن

از قلم حقیقت رقم

حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

(جمادی الآخری سنہ ۱۳۵۲ھ)

(دوسرا ایڈیشن)

قیمت دو پیسہ ۲/ خرچہ ڈاک تین سالوں تک

امامیہ مشن کی گیارہویں خدمت کا

دوسرا دور

یہ رسالہ جو امامیہ مشن کے سلسلۂ تبلیغ کا گیارھواں نمبر ہے حقیقۃً ایک سوال کا جواب ہے جو بعض ارباب مذاہب کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ اور حضرت سید العلماء دام ظلہ نے اس کا جواب تحریر فرما کر روانہ کردیا تھا لیکن چونکہ یہ سوال ایسا ہے جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے اصول مذہبی کے متعلق مختلف حلقوں میں اہمیت کے ساتھ اٹھایا جایا کرتا ہے۔ اس لئے ہم نے جناب موصوف سے اس سوال و جواب کی نقل حاصل کرکے بطور رسالہ شائع کردیا تھا۔ جو بحمد اللہ افراد قوم نے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا اور اس طرح پہلا ایڈیشن تین ہی ماہ کے اندر ختم ہوگیا اور ہم اب کی بار دو ہزار کی تعداد میں دوبارہ شائع کررہے ہیں اور ہمکو یقین ہے کہ مومنین اس مرتبہ بھی اسکی کثیر سے کثیر تعداد غیر شیعہ حضرات میں مفت تقسیم فرما کر عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوں گے۔

خادم ملت

سید ابن حسین عفی عنہ

آنریری سکریٹری

امامت ائمہ اثنا عشر و وجود حجت منتظر
کا
قرآن سے ثبوت

(سوال) قرآن سے اماموں کی تعداد بارہ ثابت فرمائیے اور امام حجت جناب آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود قرآن سے ثابت فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولہ الحمد والصلوٰۃ علی نبیہ و آلہ

سوال مذکورہ بالا کے جواب کے لئے حسب ذیل امور پر کامل صبر و سکون اور رواداری و انصاف کیساتھ نظر ڈالنا چاہئے۔

(۱)
قرآن مجید کا طرز بیان

جہاں تک قرآن مجید کے طرز بیان پر نظر ڈالی جاتی ہے اس نے اکثر امور کو نظائر کے تحت میں ظاہر فرمایا ہے اور اہل عقل کے عقول کو ان نظائر سے نتیجہ نکالنے کی دعوت دی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) "یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون"

خداوند عالم نظائر پیش کرتا ہے لوگوں کے لئے تاکہ وہ اُسکو یادداشت کے طور پر محفوظ رکھیں"

(۲) ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا"

"ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر بات کے نظائر پیش کئے ہیں لیکن اکثر لوگوں نے (اُن کے نتائج سے) کفر اختیار کئے بغیر نہ مانا"

(۳) ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل۔

"ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر قسم کی نظیر پیش کی ہے"

(۴) ولقد انزلنا الیکم آیات مبینات ومثلا من الذین خلوا من قبلکم وموعظۃ للمتقین۔

"ہم نے تم لوگوں کی جانب کھلی ہوئی واضح نشانیاں اور سابقہ اُمتوں کے نظائر اور متقین کیلئے موعظہ کی باتیں نازل کی ہیں"

(۵) ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقھا فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربھم واما الذین کفروا فیقولون ماذا اراد اللہ بھذا مثلا یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون

"خدا کو نظیر کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو معمولی سے معمولی چیز مثلاً مچھر اور اس سے بھی چھوٹے جانور کی نظیر پیش کرنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے تحت میں کوئی حقیقت ہے جو خدا کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے اور جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہیں وہ (تجاہل کے طور پر) کہتے ہیں

عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون
ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون
فی الارض اولئک ہم الخاسرون

کہ آخر اس میں کس بات کی نظیر پیش کرنا منظور ہے؟ - اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ راستہ پر آجاتے ہیں اور گمراہ تو وہی ہوتے ہیں جو خدا کی نافرمانی کرنے والے ہوں، جو خدا کے عہد اور قرارداد کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑنا چاہیں اور جن روابط کے خدا نے قائم ہونے کا حکم دیا ہے انہیں درہم و برہم کریں اور زمین میں فتنہ و فساد اٹھائیں یہی لوگ آخر میں نقصان اٹھانے والے ثابت ہوں گے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید کے اندر جو واقعات بیان کئے ہیں وہ صرف قصہ کہانی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان سے نظیر قائم کرنا منظور ہے جس سے لوگوں کو کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی منظور ہوتی ہے۔

(۲)

انبیائے سابقہ کے واقعات اور ان کا مقصد

قرآن مجید نے انبیائے سابقہ کے واقعات اور امم ماضیہ کے حالات درج کئے ہیں ظاہری صورت سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اس نے تاریخی معلومات میں وسعت پیدا کرنے یا کتاب کے غیر معمولی طور پر خشک ہونے کے بجائے دلچسپ اور جاذب نظر بنانے یا ناظرین کے تفریح قلوب کیلئے ان واقعات کا تذکرہ کر دیا ہے لیکن یہ تمام امور اس معیار ہدایت سے انتہائی درجہ پست ہیں جو قرآن ایسی قانونی کتاب میں کسی امر کے تذکرہ کا باعث ہوں، اس سے صاف طور پر

بتلایا ہے کہ سابقہ واقعات کا تذکرہ اُس میں صرف مثال کے طور پر اس اُمت کے سبق حاصل کرنے کیلئے ہے اور اُن میں سے ہر واقعہ سے اس امت کو کوئی نتیجہ حاصل کرنا چاہئے اور صرف اُس کو ایک گذشتہ واقعہ کی حیثیت سے نہ دیکھنا چاہئے۔ ارشاد ہوتا ہے فاقصص القصص لعلّھم یتفکرون "اُن کے سامنے واقعات و حالات کا تذکرہ کرو تا کہ یہ اُنکے نتائج میں اغور کریں۔ لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب "اُن لوگوں کے قصوں میں صاحبان عقل کیلئے سبق ہیں"۔ وکلاً نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکریٰ للمؤمنین "ہر ایک بات جو انبیاء کے واقعات میں سے ہم تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں وہ ایسی ہی ہے کہ جس کے ذریعہ سے تمہارے دل کو اطمینان حاصل ہو اور اُسی کے ذیل میں تمہاری جانب حق کی تبلیغ ہوتی ہے اور مومنین کے سامنے درس نصیحت و یاد دہانی پیش کیجاتی ہیں۔

(۳)

رسالتمآب مثیل حضرت موسیٰ تھے
توریت و انجیل اور قرآن کی مطابقت

توریت کتاب استثنا میں کہ جہاں حضرت موسیٰ کی وہ تقریر درج ہے جو انھوں نے عبر یردن کے جنگل میں چالیسویں برس کے گیارھویں مہینہ کی پہلی تاریخ تمام قوم

اسرائیل کو جمع کر کے کی تھی باب آیت ۱۵ تا ۲۰ میں ہے۔
(اے قوم اسرائیل) خداوند تیرا خدا تیرے درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا تم اُسکی طرف کان لگانا، جیسا کہ تم لوگوں نے حوریب میں جتماع کے دن خدا سے دعا کی تھی، خدا نے مجھ سے فرمایا کہ ان لوگوں نے باتیں بہت اچھی کہیں۔ میں ان کے لئے انکے بھائیوں میں سے تمہارا ایسا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو میں اُس سے مطالبہ کروں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات جو میں نے اُس سے نہیں کہی میرے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے"

اس میں ایک ایسے نبی کی خبر دی گئی ہے جو موسیٰ کے مانند ہو، یہ نبی جس کی خبر دیگئی تھی مسیح کے علاوہ تھا اس کا ثبوت انجیل یوحنا باب آیت ۱۹ - ۲۶ سے ملاحظہ ہو۔

"یہ یوحنا کی گواہی ہے جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا تھا کہ اُس سے پوچھیں تو کون ہے تو اس نے اعتراف کیا اور بغیر کسی انکار کے اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں، انھوں نے پوچھا کہ پھر تو کیا ہے؟ ایلیا ہے؟ اُس نے کہا ایلیا بھی میں نہیں ہوں۔ اچھا تو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا نہیں۔ انھوں نے کہا تو کون ہے تاکہ ہم اُنھیں جنھوں نے ہمکو بھیجا ہے جواب دیں، تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں جنگل میں پکارنے والے کی آواز ہوں کہ خداوند کی راہ کو سیدھا کرو جیسا کہ اشعیا

بنی نے کہا ہے، یہ لوگ جو (گفتگو کیلئے) بھیجے گئے فریسیین میں سے تھے، انھوں نے اُس سے پوچھا اور کہا اگر تو مسیح نہیں ہے، اور نہ ایلیا ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر بپتسما کیوں دیتا ہے؟ یوحنا نے جواب دیا کہ میں پانی سے بپتسمادیتا ہوں لیکن تمھارے درمیان کھڑا ہے ایک ایسا شخص جسکو تم نہیں جانتے ہو، وہ جو میرے بعد آنیوالا ہے لیکن مجھ سے مقدم ہوا ہے جسکے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں وہی ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل کتاب مطابق بشارات حضرت موسیٰ تین شخصوں کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک ایلیا اور دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی جس کو کہا گیا تھا کہ موسیٰ کے مانند ہوگا اور حضرت یوحنا نے بھی انکے اس خیال کی تصدیق کی اور تینوں باتوں کی اپنے سے نفی کردی کہ میں نہ ایلیا ہوں اور نہ مسیح اور نہ وہ نبی۔

مسیح کے آنے کی پیشین گوئی حقیقۃً حضرت مسیح سے پوری ہوگئی جس کو ماننے والوں نے مانا اور نہ ماننے والوں نے نہ مانا، باقی رہی اُس نبی کی پیشینگوئی جو حضرت موسیٰ کے مانند ہوگا۔

کوہ فاران کی چوٹی سے اسلام کا نور طالع ہوا اور دنیا کی شتر سوار قوم یعنی عرب سے بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل کی اولاد سے بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا ظہور ہوا،

قرآن مجید نے حضرت کے متعلق تمام اون اوصاف کو پورا کردیا جو حضرت موسیٰ نے اپنے مانند نبی کے متعلق بیان کی تھیں چنانچہ سب سے پہلے اُس نے یہ کیا کہ زیادہ تر حضرت

کو نبی ہی کی لفظ سے یاد کیا یہانتک کہ جس طرح عیسیٰ کا لقب مسیح تھا اسی طرح ہمارے نبی
آخر الزمان کا گویا لقب ہی نبی تھا ملاحظہ ہو یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا
ومبشرا ونذیرا - ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی - یا ایھا النبی
قل لازواجک یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین - یوم لا یخزی
اللہ النبی - یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک - یا ایھا النبی اذا طلقتم
النساء - لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی - لا تدخلوا بیوت النبی الا
ان یؤذن لکم - ان ذلکم کان یؤذی النبی - یا ایھا النبی انا
احللنا لک ازواجک - ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ - یا نساء
النبی لستن کاحد من النساء - یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ -
ویستاذن فریق منھم النبی - النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم - یا ایھا النبی اتق اللہ وغیرہ
اسکے بعد اُس نبی کا وصف یہ تھا "میں (خدا) اپنا کلام اُسکے موُنھ میں ڈالونگا"
جس کے دوسرے معنی یہ ہوے کہ جو کچھ اُسکے مُنھ سے نکلیگا وہ خداوند عالم کی وحی ہوگی اسکو
قرآن میں اس طرح ارشاد کیا کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ
پھر دوسرا وصف "جو کچھ میں اُس سے فرماؤں گا وہ سب اُنسے کہیگا" جسکے معنی یہ ہوے
کہ اُسکی تبلیغ اور اُسکی تعلیم امر خدا کے تحت میں ہوگی، اس کو لفظ بلفظ قرآن نے اسطرح
ارشاد کیا کہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین - تیسری بات "جو اُسکی باتوں
کو نہ سنیگا اُس سے مطالبہ کروں گا" اسکے متعلق صاف طور سے ارشاد کیا گیا ہے

ومن یکفر بہ فاولٰئک ھم الخاسرون۔ والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون وغیرہ وغیرہ

چوتھی بات "جو کوئی بات میں نے نہ کہی ہو وہ کہے تو قتل کیا جائیگا" اس معیار کے متعلق صریحی طور سے ارشاد ہوا ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ ان تمام اوصاف کو لفظ بلفظ قرآن مجید نے جناب رسالتمآب کیلئے ثابت کرتے ہوئے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا "ہم نے تمہاری طرف اپنا رسول تمہارے اوپر حاضر و ناظر بنا کر ویسا مبعوث کیا جیسا فرعون کیجانب رسول (حضرت موسٰی) کو مبعوث کیا تھا۔

اب توریت و انجیل کے مندرجہ بشارات اور قرآن کے اندر لفظ بلفظ مطابقت ہوئی اور معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب حضرت موسٰی کے مثیل و شبیہ تھے اور اسلیئے امت حضرت رسولؐ کو بھی امت حضرت موسٰی سے شباہت حاصل ہے۔

(۴)

حضرت موسٰی کی قوم میں ائمہ کا خدا کی طرف سے تقرر

جناب اقدس الٰہی نے بہت واضح لفظوں میں اس امر کو بیان فرمایا ہے کہ اس نے حضرت موسٰی کی قوم میں اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد اتینا

موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل وجعلنا منہم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون" ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی پس تم کو شک نہ ہونا چاہئیے اس میں اور ہم نے اس کتاب کو ہدایت قرار دیا بنی اسرائیل کیلئے اور ہم نے اُن میں کچھ ائمہ مقرر کئے جو ہمارے اوامر و احکام کے تحت میں لوگوں کی ہدایت کریں جبکہ انھوں نے صبر کیا اور وہ ہمارے آیات پر یقین رکھتے تھے"۔

اس سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنی جانب سے ائمہ مقرر فرمائے تھے اسی طرح اُن ائمہ کی شان بھی معلوم ہوگئی کہ یھدون بامرنا یعنی اُن کے ہدایت و احکام سب کے سب اُسی کی مرضی اور اُس کے احکام ہی کے تحت میں ہوتے ہیں اور اُن سے غلطی اور حکم خداوندی کی نافرمانی کبھی نہیں ہوتی۔

اور یہ نتیجہ ہے اُسی پاک نفسی کا جس کا نام عصمت ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خداوند عالم نے جس طرح ائمہ کے تقرر کا اعلان فرمایا ہے اُسی کے ساتھ اُن کی عصمت کا اظہار بھی فرما دیا ہے۔

(۵)

قوم حضرت موسیٰ کے نقبا (سرداران) کی تعداد

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا

وقال اللہ اِنّی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ و اٰتیتم الزکوٰۃ و اٰمنتم برسلی و عزّرتموھم و اقرضتم اللہ قرضاً حسنا لاکفرنّ عنکم سیّاٰتکم ولادخلنّکم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار فمن کفر بعد ذالک منکم فقد ضلّ سوآء السبیل"۔ خداوندعالم نے بنی اسرائیل کا عہد وپیمان لیا اور اُن میں سے بارہ[۱۲] نقیب مقرر کیئے اور خدا نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ میں تمہارے ساتھ ساتھ حاضر و ناظر ہوں اگر تم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور میرے مقرر کردہ رسولوں پر ایمان لاسئے اور اُن کی تائید کی اور خدا کو تم نے قرض حسن دیا تو میں تمہارے گناہوں کا کفارہ قبول کروں گا اور تم کو داخل کروں گا اُن بہشتوں میں کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی لیکن جس نے انکار کیا وہ یقیناً راہ راست سے علیحدہ ہوگیا"۔

اس میں خداوندعالم نے اسبات کا اعلان فرمایا ہے کہ قوم موسیٰ میں نقباء کی تعداد بارہ تھی اور یہ کہ بنی اسرائیل سے اُنکے اتباع اور پیروی کا عہد لیا گیا اور اُنکی تائید و تقویت پر جنت کا وعدہ اور مخالفت کی صورت میں ہلاکت کا پیغام دیا گیا۔

اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد بارہ[۱۲] بتلاکر کسی خاص حقیقت کیطرف رہنمائی کی ہے توریت نے صریحی طور پر اولاد حضرت اسمٰعیل میں بارہ[۱۲] امام ہونیکی خبر دی ہے۔ ملاحظہ ہو سفر تکوین باب[۱۷] آیت[۲۰] (ارشاد باری ہے حضرت ابراہیم)

"اور اسمٰعیل میں نے اسکے حق میں تیری بات سنی۔ دیکھ اب میں اُسے برکت دونگا

اور اس کو بار آور کروں گا اور بہت افزائش دوں گا اور اس سے بارہ رئیس پیدا ہونگے اور میں اسکو بڑی قوم بناؤں گا۔"

(۶)

حضرت موسیٰ کے جانشین اُنکے بھائی ہارون

اس امر کا قرآن مجید میں متعدد صورتوں سے تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے جانشین اور وزیر اُن کے بھائی ہارون تھے چنانچہ ارشاد ہوا۔ ولقد اتینا موسی الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھٰرون وزیرا "ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُن کے بھائی ہٰرون کو اُن کا وزیر منتخب کیا۔"

ایک موقع پر حضرت موسیٰ کی دعا اور اُسکی قبولیت کا تذکرہ فرمایا ہے قال رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھٰرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا قال قد اوتیت سؤلک یاموسیٰ " (موسیٰ نے) کہا کہ بار الٰہا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرے معاملہ کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کو کھولدے کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے گھرانے میں سے وزیر مقرر کر میرے بھائی ہٰرون کو، اُسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام میں اُسکو میرا شریک بنا تاکہ

ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیری یاد کریں تو تو ہمیشہ سے ہماری حالت کا نگران رہا ہے۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تمہاری خواہش کو قبول کیا۔"

اس میں صاف اُمت رسولؐ کو اس امر سے باخبر کیا گیا ہے کہ اُمت موسیٰ میں جو موسیٰ کی قائمقامی کیلئے تجویز ہوئے تھے وہ کوئی غیر نہیں موسیٰ کے بھائی تھے۔

(۷)

اس اُمت میں بھی رسولؐ کے بعد کچھ خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہیں

ارشاد ہوتا ہے والّذی اوحینا الیک من الکتاب ھو الحق مصدّقا لما بین یدیہ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر ثم اورثنا الکتاب الّذین اصطفینا من عبادنا " یہ جو ہم نے تمہاری طرف کتاب بطور وحی اتاری ہے یہ حق ہے اور اپنے پیش رو کتب کی تصدیق کرنیوالی ہے، بیشک خدا اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور نگراں ہے، پھر اس کے بعد ہم نے اس کتاب کا وارث قرار دیا ہے اُن لوگوں کو جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا۔"

یہ اصطفاء وہی ہے جو ہمیشہ خدا کی جانب سے مقرر شدہ منصب کا پتہ دیتا رہا ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الّذین اصطفیٰ۔ یصطفی من الملٰئکۃ رسلا و من النّاس۔ یہی اصطفاء وہ ہے جو رسالتمآبؐ کے اوصاف کا جوہر بنکر حضرتؐ کے القاب میں

"محمد المصطفیٰ" کے گرانقدر عنوان سے نمایاں نظر آرہا ہے، وہ خدائی انتخاب ہے اور اُس کا امتِ رسول میں پتہ دیا گیا ہے کچھ محدود افراد کے متعلق اور معلوم ہوتا ہے کہ انہی کو قرآن مجید کا وارث یعنی اسکی تبلیغ و تعلیم تفسیر و تاویل کا ذمہ دار اور حقیقی حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(۸)

سلسلۂ انتخاب میں ذریت کا استحقاق

اور

نوح و ابراہیم کی نظیر

جناب اقدس الٰہی نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ "جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اُنکی ذریت بھی اُن کے نقش قدم پہ چلتی ہے تو ہم اُن کے مراتب و مدارج میں اُنکی ذریت کو شریک قرار دیتے ہیں"

ایمان و معرفت باری کے مدارج و مراتب ہیں اور ہر ایک کے کچھ خصوصیات و نتائج ہیں اور بلند ترین درجہ نبی و رسول کا ہوتا ہے جسکے نتیجہ میں اُس کو منجانب حضرت احدیت پیشوائی خلق حاصل ہوتی ہے اور اسی پیشوائی خلق کا کسی دوسرے کی طرف منتقل ہونا وصایت و خلافت اور جانشینی اِمامت ہے، بیشک آیت کا تقاضا ہے کہ کسی نبی و رسول و پیشوائے خلق کے بعد درصورتیکہ اُسکی ذریت اُسکے نقش قدم پر چلنے والی اور متبع و مومن ہو تو اُسکی جانشینی و قائم مقامی کا استحقاق اغیار کی بہ نسبت اُسی کی ذریت کو حاصل ہوگا۔

نظام مقررۂ الٰہی یہی ہے اور سنت مستمرہ ربانی اسی کی مقتضی ہے ولن تجد لسنۃ اللہ
تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ اسکی نظیر کو بھی حضرت احدیت عز اسمہ نے
اُمت سالتمآب کے سامنے پیش کردیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم
وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب۔ "ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان
کے بعد انکی ذریت میں نبوت وکتاب کو باقی رکھا"
اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نوح وابراہیم کی جانشینی اُن کے بعد اُنکی ذریت کو عطا کیگئی
وہ بحیثیت نبوت تھی اسلئے کہ نوح وابراہیم پر نبوت کا خاتمہ نہوا تھا، اب اگر ختم نبوت
کی بنا پر نبوت نہیں تو کتاب تو باقی ہے جسکی وراثت کے انتخاب کا خدا نے اور ثنا الکتاب
الذین اصطفینا من عبادنا کہکر اظہار فرمایا ہے۔ اس غرض سے جانشینی کیلئے
ذریت کا استحقاق فراموش ہونے کے قابل نہیں ہے۔

(۹)

ہر زمانہ کے لوگوں کیلئے امام ہے

جناب احدیت نے ارشاد فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم "وہ دن
جب ہم ہر زمانہ کے لوگوں کو اُن کے امام کیساتھ بلائینگے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ
ہر زمانہ کے لوگوں کیلئے کوئی امام ہے اور امام کے ساتھ اُن لوگوں کو بلانے کی غرض
سوائے اسکے کوئی نہیں جس کا خداوند عالم نے کچھ اشخاص سے خطاب کرکے اظہار فرمایا ہے

وکذٰلک جعلناکم اُمّۃً وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً "ہم نے تم کو اُمّت وسط یعنی اپنے اخلاق و اوصاف میں حدِ اعتدال پر قائم رہنے والی جماعت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ ہو اور رسول تم سب کے اوپر گواہ۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اشخاص جو لوگوں کے ساتھ بلائے جائیں گے وہ ہیں جو رسول کے ماتحت اور تمام اُمت کے رئیس و حاکم ہیں اور انہی کو امام کہا جا سکتا ہے۔

انہی کی معیت و اتباع کا ہر زمانہ والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین "خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایسا وجود ہے کہ جو صدق فی القول والفعل کیساتھ حقیقی معنی میں عصمت کے مرادف ہے متصف ہو۔

اُسی کے ساتھ حجت خدا تمام ہوتی ہے اور یہی حقیقی رہنمائے اُمت ہے، ارشاد ہوتا ہے انما انت منذر و لکل قوم ھاد "تم (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے (پیغمبر) ہو اور نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنما ہے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنمائے حقیقی کا وجود یقینی ہے

؎ اسکے حقیقی معنی سوائے "معصوم" کے اور کچھ نہیں ہو سکتے

(۱۰)

جو چیز ہو اور آنکھوں سے دکھلائی نہ دے وہی غیب ہے

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ غائب کے معنی معدوم کے نہیں ہیں اور نہ غائب وہی ہے جو آنکھوں کے سامنے موجود ہو بلکہ غائب وہ ہے کہ جو موجود ہو لیکن آنکھوں سے اوجھل سابقہ بیانات سے ہر زمانہ میں ایک منتخب شدہ امام خلق حجت خدا رہنمائے حقیقی صادق مطلق یعنی معصوم کا وجود ثابت ہوگیا اور معلوم ہوا کہ وہ نسل انسانی کے ہر دور میں موجود ضرور ہے۔ اسکے ساتھ ہم اگر آنکھیں کھول کر مشاہدہ کریں جستجو کریں ڈھونڈیں لیکن اس کا سراغ نہ ملے، آنکھوں سے دکھلائی نہ دے، اس کا مشاہدہ نہ ہو تو اسکے معنی یہی ہونگے کہ وہ غائب ہے اور پردۂ قدرت میں مستور انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین غیب کا تعلق خدا سے ہے، اسکے انتظار کی ضرورت ہے

(۱۱)

غیب کی کچھ نہ کچھ حقیقت ہے

اور

اس پر ایمان ضروری ہے

اسکے ساتھ جب ہم قرآن مجید کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اس میں بہت نمایاں

الفاظ میں نظر آتا ہے کہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

"وہ ہدایت ہے خدا کا خوف رکھنے والوں کیلئے جو غیب پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے رزق سے خیرات دیتے ہیں اور جو ایمان لائے ہیں تمہارے اوپر نازل شدہ شریعت پر اور اُس شریعت پر جو تمہارے قبل نازل ہوئی تھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان باللہ (جو تقوے کے اندر آگیا) ایمان بالیوم الآخر (جو آخر میں مذکور ہے) ایمان بما انزل علی النبی اس سب کے علاوہ غیب کوئی چیز ہے جس پر اعتقاد معیار تقویٰ و ایمان ہے اور اُس پر ہدایت و فلاح کا انحصار ہے

(۱۲)

مذکورہ بالا نظائر و تعلیمات کو سامنے رکھکر جب ہم رسالتمآبؐ کے بعد فرق اسلامیہ کے آراء و خیالات کا جائزہ لیتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں ایک ایسی جماعت کو جسکے عقیدہ میں (۱) اُمت رسالتمآبؐ میں (مثل اُمت موسیٰ) ائمہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہوں۔ (۲) اُنکی تعداد مطابق تعداد نقبائے بنی اسرائیل) بارہ ہو۔ (۳) رسولؐ کا وصی و جانشین (مثل جانشین حضرت موسیٰ) اُن کا بھائی ہو (۴) سلسلہ

امامت و جانشینی رسالتمآب اور ان کے بھائی کے بعد انہی کی ذریت (اولاد) میں یکے بعد دیگرے قائم رہے (۵) یہ ائمہ مثل ائمہ مقرر شدۂ بنی اسرائیل، غلطی اور نافرمانی سے مبرا حقیقی معنی میں ہیں "ولی امر" ہونا کے مصداق ہوں اور وہ وارث کتاب ہوں بایں معنی کہ قرآن کی حقیقی تاویل و تفسیر کا علم ان سے مخصوص ہو اور وہ "لن یفترقا حتی یردا علی الحوض" کے بموجب قرآن کے ساتھ انتہائی ارتباط و اختصاص رکھتے ہوں (۶) ہر زمانہ میں ائمہ معصومین میں سے ایک کا وجود ضروری ہو اور ہر عہد میں ایک شخص ایسا ہی ہے جو امام خلق اور شہید علی الناس اور صادق مطلق اور ہادی حقیقی سمجھا جا سکے (۷) ان میں سے آخری فرد کا وجود ہو لیکن پردۂ غیبت میں مستور اور اس پر ایمان لانا ایمان بالغیب کے تحت میں ضروری ہو۔ بیشک جب ہم تلاش کرتے ہیں تو یہ تمام امور سوائے فرقۂ شیعہ کے کسی اسلامی فرقہ کی تعلیمات میں نظر نہیں آتے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مذکورۂ بالا انظار و تعلیمات سوائے امامت ائمہ اثنا عشر کے جن کا شیعہ امامیہ اثنا عشریہ اعتقاد رکھتے ہیں کسی پر منطبق نہیں ہو سکتے۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

علی نقی النقوی عفی عنہ (لکھنؤ)

۲۷ صفر ۱۳۵۲ھ

کتبہ سید رضا حسین عفی عنہ